کی پیدا کردہ ہیں اور وہ ہی انہیں مالی اور فکری خوراک فراہم کرتے ہیں اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کیلئے ان کو استعمال کرتے ہیں۔ جن میں اولین مقصد دینی قوت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ جس میں یہ نادیدہ ہاتھ کامیاب ہیں اور یہ تنظیمیں ان کا آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سے بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کی تاسیس للّٰہیت اور خلوص پر رکھی گئی اور ان کے قائدین اب بھی رضاء الٰہی کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی مسائل پر ان کے موقف اور پالیسیاں بڑی واضح اور مبنی برانصاف ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان جماعتوں کے درمیان بھی ہم آہنگی نہیں اور خاص کر قومی مسائل پر بھی اتحاد واتفاق کا مظاہرہ نہیں کرتیں جبکہ آج پہلے سے کہیں زیادہ یکجہتی کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ کم از کم ان بڑی جماعتوں کو اپنے فروعی اختلافات چھوڑ کر مکمل یگانگت کا اظہار کرنا چاہئے اور قومی دھارے میں اپنا بھرپور اور صحیح کردار ادا کرنا چاہئے۔

پاکستان آج جن مسائل سے دوچار ہے۔ ان کو حل کرنے کے لئے ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ وطن کا وجود ہی ہماری شناخت ہے۔ چہ جائیکہ کہ ایک جماعت اور تنظیم! جن کا وجود پاکستان سے ہی مشروط ہے اور ان کے قائدین کو پاکستان کی وجہ سے یہ بلند مقام حاصل ہوا ہے کہ وہ بڑی بڑی جماعتوں کے لیڈر ہیں ان کی تو ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہیں کہ وہ صف اول میں شامل ہو کر قومی مسائل کو حل کریں۔

لیکن مقام افسوس ہے یہ جماعتیں بھی ملک میں افراتفری پھیلانے میں سیاسی جماعتوں کی آلہ کار بنی ہوئی ہیں اور اپنے وجود کو تسلیم کروانے کی بجائے دوسروں کی حاشیہ نشین بنی ہوئی ہیں یا انفرادی طور پر اپنی قوت کا مظاہرہ کرتی ہیں اور لوگوں کے مسائل حل کرنے کی بجائے ان کے لئے پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔ حالانکہ یہ بات وہ خود بھی جانتے ہیں۔ تنہا پرواز کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ؟

دینی جماعتوں کے قائدین کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ایسی صورت میں ان کا قومی کردار کیا ہونا چاہئے ؟ اور موجودہ مسائل کو حل کرنے کے لئے کیا انفرادی کوشش کرنی چاہئے ؟ اس ضمن میں دورائے نہیں ہو سکتی ہے بلاشبہ اتحاد واتفاق میں ہی برکت ہے۔ ان جماعتوں کو فوری طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا چاہئے اور مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے کس قدر افسوسناک بات ہے کہ دینی جماعتیں آپس میں اتحاد نہیں کرتیں لیکن ملحدانہ نظریات کی حامل سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد پر فخر کرتی ہیں۔

اب وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ دینی جماعتیں آپس میں اتحاد کرلیں اور مل کر موجودہ چیلنج کا مقابلہ کریں۔ یقیناً ان کی یہ مساعی بارآور ہوگی۔

وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

کراچی اور حیدر آباد میں ممتاز علماء اہلحدیث کا قتل!

خطرے کی گھنٹی ...... حکومت کے لئے لمحہ فکریہ

گذشتہ دنوں یکے بعد دیگرے کراچی اور حیدر آباد میں دو ممتاز اور معروف علماء اہلحدیث کو بعض مذہبی دہشت گردوں نے قتل کر ڈالا۔ اگرچہ ان دونوں حادثات میں چند دنوں کا فرق ہے۔ لیکن مقاصد ایک ہیں اور جان بوجھ کر علماء اہلحدیث کو ہی نشانہ بنایا گیا۔ جو اپنے اپنے حلقوں میں معروف اور دین اسلام کی تبلیغ سے سرگرم عمل تھے۔ بلاشبہ یہ دہشت گردی مذہبی منافرت پھیلانے اور وطن عزیز میں مذہبی فساد کرانے کی سوچی سمجھی سکیم ہے۔

ماہ ستمبر ۹۹ء کے شمارہ میں ہم بڑی تفصیل کے ساتھ اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کر چکے ہیں کہ اس وقت ملت اسلامیہ کو جو چیلنج درپیش ہیں۔ ان میں دہشت گردی سرفہرست ہے۔ ان میں بعض دہشت گرد سیاسی جماعتوں کے روپ میں ہیں۔ جبکہ باقی انتہا پسند مذہبی تنظیمیں جو اپنی بات کو زبردستی منوانے کے لئے دھونس اور قوت کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے قتل وغارت گری کا بازار جوبن پر ہے۔

گذشتہ کچھ عرصہ سے کراچی کے حالات قدرے بہتر ہوئے تھے اور لوگوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہوا تھا اور کاروبار زندگی معمول پر آگیا تھا۔ لیکن بعض نادیدہ ہاتھ اس پر سکون ماحول کو تباہ وبرباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی اولین کوشش ہے کہ قومی ولسانی فساد کرائے جائیں اور سیاسی افراتفری پیدا کی جائے۔ ناکامی کی صورت میں انہوں نے مذہبی منافرت پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ان دونوں علماء کا قتل بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے تاکہ کراچی اور حیدر آباد میں سنی وہابی فساد کرایا جائے۔

بلاشبہ یہ بہت بڑا سانحہ ہے اور دونوں علماء اہل حدیث مکتبہ فکر کی پیشانی کے جھومر تھے۔ ان کی شہادت سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اور یہ ایک ایسا حادثہ ہے جس کی وجہ سے تحریکی کام میں بہت بڑا خلاء پیدا ہوا ہے۔

جسے مدتوں پر نہیں کیا جا سکے گا۔ لیکن اس موقع پر اہل حدیث مکتب فکر کے قائدین علماء اور کارکنوں نے جس تحمل بردباری اور صبر کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس پر ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کی اس مثبت سوچ نے دشمن کے تمام عزائم کو پیوند خاک کر دیا ہے۔ مشتعل ہونے کی بجائے بلند حوصلہ سے کام لیا اور نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اصل مجرموں تک پہنچنے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا ہے اور مذہبی دنگا فساد سے اجتناب کیا۔ کیونکہ یہ وطن اب مزید ہنگاموں کا متحمل نہیں ہے۔

لیکن ہم یہاں یہ بھی باور کرا دیں کہ اہلحدیث حضرات کی اس خاموشی اور مصلحانہ کوششوں کو انکی بزدلی اور کمزوری نہ سمجھا جائے۔ حالانکہ یہ بات اب راز نہیں رہی کہ اس سانحہ کے پیچھے کس تحریک کے ہاتھ ہیں؟

اب تو حکومت سندھ کی آزمائش کا وقت ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور انہیں قرار واقعی سزا دینے میں کتنی دلچسپی لیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مزید کسی سانحہ سے بچنے کے لئے حکومت اصل قاتلوں کو فوراً گرفتار کرے گی اور تمام حقائق منظر عام پر لائے گی اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کسی مصلحت کی شکار نہیں ہو گی۔ تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ دھرائے جائیں۔ ہم یہاں تمام قائدین سے بھی گذارش کریں گے کہ وہ اس سانحہ کی صرف زبانی مذمت پر اکتفانہ کریں بلکہ جلد از جلد اصل حقائق کو بے نقاب کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالیں اور مجرموں کو سزا دلوائیں تاکہ انصاف کا بول بالا ہو سکے۔

ہم ان دہشت گرد تنظیموں اور انتہا پسند مذہبی پیشواؤں کی شدید مذمت کرتے ہیں اور خاص کر ان دونوں علماء کی رحلت پر اپنے کرب اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور انکی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی تمام تنظیموں پر پابندی لگائیں جو وطن عزیز میں مذہبی منافرت پھیلاتے اور اشتعال انگیز نعرے دیواروں پر لکھتے ہیں تاکہ یہ وطن امن کا گہوارہ نہ بن سکے اور ان کے ذمہ داران کو سخت سزائیں دے۔

قاری نعیم احمد کو (الجبیل) سعودی عرب میں شہید کر دیا گیا

پاکستانی قاتل آلہ قتل سمیت پولیس اسٹیشن پہنچ گیا

نہایت دکھ اور کرب کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ ممتاز عالم دین 'معروف قاری' جامعہ سلفیہ اور مدینہ یونیورسٹی کے فاضل جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے سابق استاذ اور بحریہ سکول الجبیل سعودی عرب کے حالیہ مدرس جناب قاری نعیم احمد (اکال گڑھی) کو بتاریخ 26 ستمبر بروز اتوار سہ پہر چار بجے ایک سفاک پاکستانی نے بڑی بے دردی سے قتل کر دیا اور خود آلہ قتل سمیت پولیس اسٹیشن پہنچ گیا۔ قاتل مہمان بن کر قاری صاحب کے گھر آیا اور باتوں میں لگا کر اچانک خنجر سے حملہ کر دیا۔ جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور موقعہ پر دم توڑ گئے۔ انا لله وانا عليه راجعون۔

قاری نعیم احمد ہر دلعزیز تھے 'نہایت کم گو اور بہت ملنسار تھے۔ انتہائی متدین اور شریف الطبع انسان تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ مکہ مکرمہ میں تدریس کے دوران آنے جانے والے تمام علمائے کرام کی میزبانی فرماتے۔ بہت ہمدرد اور مخلص انسان تھے۔ آپ کی شہادت سے ہم ایک مخلص اور بے لوث ساتھی سے محروم ہوئے ہیں۔

ان کی اچانک رحلت پر تمام اساتذہ اور طلبہ بے حد افسردہ ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹیاں ایک بیٹا اور بیوہ کے علاوہ لاتعداد دوست و احباب کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ان کے والد حاجی عبدالستار سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی صحت اور صبر کی دعا کرتے ہیں۔ (تفصیلات آئندہ شمارہ میں)

فلسفہ حیات

جس فرد یا قوم کو مصیبتوں اور ناکامیابیوں کے عالم میں مایوس دیکھو۔ یقین کرو کہ اس کا آخری دن آ گیا۔ مصیبتیں تو اس لئے تھیں تاکہ غفلت کو شکست اور ہمت کو تقویت ہو۔ لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہمارے لئے دنیا میں کچھ نہیں رہا۔ وہ تو خود اپنے لئے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ہیں۔ پھر دنیا کی کامیابی زندگی کو لڑ کر لینے والوں کے لئے ہے۔ مٹ جانے کے متلاشیوں کے لئے نہیں ہے۔ (مقالات الہلال ص ۱۷۱)